www.oqasa.org

پاکستان میں مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر۔دین محمدی ﷺ ملت کو وحدت خیال عطا کرتا ھے۔دین کو ایک ایسے عادل کی ضرورت ھے جو ملت کو وحدت کا لباس عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات دلائے

عنایت اللہ

۱۔ اب یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے پروردہ سیاستدان اور حکمران اقتدار کی چپقلش میں ہمیشہ کی طرح مبتلا ہو چکے ہیں۔مشرقی پاکستان والا عمل پھر سے دہرانے کی کوشش وکاوش میں مصروف ہیں۔اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے غدار، بے ضمیر سیاستدان فوج کے سائے تلے نئی حکومتی پارٹی میں شامل ہو چکے ہیں،فوجی حاکم وقت کو اپنی نئی حکومت بنانے کیلئے ایسے بے ضمیر سیاستدانوں کی ضرورت اور اسکی مجبوری ہوتی ہے، یہ کون لوگ ہوتے ہیں، ان میں اکثر وبیشتر اقتدار کے بھوکے اور ملکی خزانہ کو لوٹنے والے وہ گندے سیاستدان ہوتے ہیں جو پہلی حکومتوں میں کرپشن کے مرتکب ہوتے ہیں،سرکاری خزانہ لوٹنے ،قرضوں کو ہضم کرنے ،حکومتی سطح پر غبن کے کیسوں میں ملوث ہونے اوران جرائم سے بچنے اور نئے جرائم پر عمل پیرا ہونے کیلئے حکومتی پنڈال میں داخل ہوتے ہیں۔اس کامیابی کے بعد پھر سے حکومتی بالادستی، اختیارات، شاہانہ سرکاری اخراجات،شاہی سہولتوں اور تصرفانہ زندگی گذارنے کا ایک نیا دلفریب ،عیش وعشرت پر مشتمل سفر جاری ہو جاتا ہے۔اسکے علاوہ ان کے تمام جرائم دھل جاتے اور ختم ہو جاتے ہیں۔وہ پھر سے معاشی ،معاشرتی برتری اور اقتدار کو قائم رکھنے کیلئے میدان عمل میں وارد ہو جاتے ہیں،اس طرح انکا جمہوریت کی سیاست کا کھیل اقتدار کی منزل سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

۲۔اینٹی کرسچن جمہوریت کا طرز حکومت **ملک** وملت کی وحدت کو سیاسی جماعتوں میں منقسم اور بکھیر دیتا ہے، اعتدال ومساوات کو نگل جاتا ہے،تصرفانہ زندگی کو عروج بخشتا ہے،طبقات کو تیار کرتا ہے، **ملک** اور ملکی خزانہ کو نگلتا جاتا ہے، کرپشن ،رشوت ہر قسم کے جرائم کو جنم دیتا ہے۔عوام ایک تماشائی کی طرح انکو دیکھنے اور مغربی جمہوریت کے ٹیکسوں کو ادا کرنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔ضروریات حیات کی کشمکش اور زندگی کے لوازمات کے حصول کی خواہشات کی تکمیل کی چتا عوام الناس کے دلوں میں زندہ رہنے کیلئے جلائی جاتی ہے۔اس طرح مال وزر کی طلب انکو دل ودماغ میں بیدار ہو جاتی ہے۔سیاستدانوں اور حکمرانوں کے دیکھا دیکھی ملت اسکی نسلیں جونان ونفقہ سے تنگ ،ضروریات حیات کے حصول اور پیٹ کی آگ کو بجھانے کی خاطر مال وزر اور اقتدار پر مسلط معاشی کرپشن اور ہر قسم کی معاشرتی برائی کے تیار کیے ہوئے جہنم کی آگ میں جلنا شروع ہو جاتی ہے۔ملت کی بیٹیوں کو مخلوط معاشرے کی چتا میں جھونک دیا جاتا ہے،حکومتی بالادستی اور معاشی برتری کی بنا پر وہ غریب ومفلس اور مجبور ومظلوم طبقہ کی بیٹیوں کو سرکاری ملازمتوں یا ذاتی پرسنل سیکٹری یعنی داشتہ مہیا کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے جبکہ انکے مردوں کو بیروزگاری کے ہاتھوں خودکشیوں کے عمل سے گذارا جاتا ہے۔یہ غاصب سیاسی ٹولہ اقتدار کی جنگ میں پہلے ہی ۵۱ فیصد اپنی مستورات کو ایم پی اے، ایم این اے سینٹرز، وزیر ومشیر بنا کر اپنے اقتدار اور ملکی خزانہ پر ہمیشہ کیلئے قابض ہو چکا ہے۔یہ شاہی طبقہ اسی

چپقلش میں آدھا ملک نگل چکا ہے، ان بدبختوں، بدنصیبوں سے ملک وملت کو بچانا ایک طیب فریضہ ہے۔ ملک وملت کے جسد پر اینٹی کرپچن جمہوریت کے دانشوروں کی مسلط کی ہوئی معاشی، معاشرتی تمام بیماریوں کا علاج صرف اور صرف شریعت محمدی ﷺ کے نفاذ میں مضمر ہے ملت کو دین محمدی ﷺ نے شورائی نظام حیات عطا کیا ہوا ہے۔ جس سے شورائی ممبران کو دینی نظریات اور صفات کے مطابق سیلیکٹ کیا جاتا ہے۔ ان ممبران پر مشتمل ایک اعلیٰ اوصاف کی مجلس شوریٰ وجود میں آتی ہے، دین میں کوئی سیاسی جماعت نہیں ہوتی۔ اسکی بنیاد خیر پر قائم ہوتی ہے۔ یہ دین کا کمال ہے کہ وہ ملت کو خیر کا ایک مرکز عطا کرتا ہے۔ دینی ضابطہ حیات ملت کو جلا بخشتا ہے۔ خیر وشر کی پہچان کرواتا ہے۔ شر کا قلع قمع کرتا ہے۔ اعتدال ومساوات، اخوت ومحبت اور حسن خلق کے چراغ روشن کرتا ہے۔ حاکم ومحکوم اور ان کی زندہ رہنے کی بنیادی ضروریات حیات کا فرق ختم کرتا ہے۔ ملت ایک مرکز پر اکٹھی ہو جاتی ہے۔ ان غاصبوں کا ملک میں نشان تک نہیں ملتا۔

۲۔ شورائی نظامِ حکومت کی خوبی یہ ہے کہ خلیفہ وقت سے لے کر شوریٰ کے ممبروں تک عوام الناس کی طرح سادہ، سلیس، مختصر بود وباش، ایک جیسی قلیل ضروریات کے ضابطے کے پابند ہوتے ہیں۔ ملی خزانہ پر انکا بوجھ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ تمام بجٹ ملت کی ترقی اور رفائے عامہ پر خرچ ہوتا ہے۔ ملی خزانہ سے تفاوت اور تصرف کی زندگی گذارنے والے کو نظام عدل کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جاتا ہے بروقت احتساب سے جزا وسزا کا فیصلہ فوری اور اسی وقت ہو جاتا ہے۔ سب کے لئے ایک سا قانون اور ایک سا عدالتی نظام رائج ہوتا ہے۔ مسجد شریف اسکی جائے عدالت ہوتی ہے۔ نہ خلیفہ وقت کی اور نہ ہی کسی مجلس شوریٰ کے ممبر کی جراءت ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی قسم کی معاشی، معاشرتی بداعمالی کا مرتکب ہو۔ اور نہ ہی کسی سرکاری منصب پر فائز فرد کی کہ وہ کسی قسم کا غلط عمل یا بددیانتی کر سکے۔ اگر انتظامیہ یا عدلیہ کا کوئی فرد، عدل کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔ تو انکو بھی کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے کٹہرے میں لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ عدل معاشرے کے جسد کی ہر بیماری کا علاج اور عدل ہی معاشرے کی صحت کا محافظ بن کر ابھرتا ہے۔ ملک کا خزانہ صرف ملک وملت کی فلاح وبہبود کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ملک میں زکوۃ لینے والا کوئی نہیں رہتا، اقتدار کی بالا دستی سے ملکی خزانہ کو نجی ملکیتوں میں بدلا نہیں جا سکتا۔

۳۔ جب اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاتی ہے تو ملک میں دین کی روشنی میں ایک جدید تعلیمی نصاب، اسلامی اخلاقیات کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں وقت کی ضرورت کے مطابق جدید سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بہترین بین الاقوامی معیار کا تعلیمی نصاب رائج کیا جاتا ہے۔ دنیا میں محنت وہمت اور غور وفکر اور ریسرچ کے شعبوں کی عبادات کے دروازے ہر کس وناکس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ محنت وہمت، غور وفکر کو سرمایہ حیات اور کامیابی کی چابی تصور کیا جاتا ہے، ضرورت کے مطابق ہر فیلڈ کی طرف توجہ دی جاتی ہے، زیادہ سے زیادہ ہنرمند افراد کو تیار کیا جاتا ہے، اعلیٰ صلاحیتوں اور اعلیٰ اہلیت کے سائنسدان تیار کئے جاتے ہیں۔ ذات پات اعلیٰ وادنیٰ، چیئرمین اور جرنیل برہمن وشودر، حاکم ومحکوم کے طبقات کو تیار کرنے والے طبقاتی تعلیمی اداروں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ ملک میں پھیلے ہوئے میخانہ مغرب کی آہنی سلاخوں سے ملت کو رہائی دلانا ضروری بن چکا ہے، طبقاتی زندگی کے نظام کا خاتمہ، مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرے کا قلع قمع، مغربی جمہوریت کے نظام کو چلانے والے اعلیٰ طبقہ کے چند آمروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں کا خاتمہ، انکے نظام حکومت کو چلانے والی اعلیٰ طبقاتی انتظامیہ اور اعلیٰ طبقاتی عدلیہ کے ممبران جنکے ذریعہ انہوں نے ملک کو لونڈی اور مسلم امہ کے، سولہ کروڑ افراد کو غلام، محکوم اور انکا دین دنیا

چھین رکھا ہے ۔جبکہ انتظامیہ، عدلیہ کا فریضہ تو ایسے بدقماشوں، غاصبوں کو ملکی مال ومتاع اور وسائل کو چھیننے کے ظالمانہ عمل کا تدارک کرنا ہوتا ہے ۔اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم اور طرز حیات کو ختم کرنا اور اسکو واصل جہنم کرنا ملت کے ہر فرد کا فرض بن چکا ہے ۔

۴۔ اس کرسچن جمہوریت کا نظام بدلنے اور دینی ضابطہ حیات کے نفاذ سے ملت کی دولت، وسائل، خزانہ اور تجارت پر یک طرفہ قبضہ کرنے کا عمل خود بخود ختم ہو جائیگا۔امت کے خزانہ کو اپنی ملکیتوں، کارخانوں، ملوں فیکٹریوں اور تجارتی اداروں میں بدلنے کا عمل فوری طور پر رک جائیگا۔ ملک کی دولت وسائل اور خزانہ ان چند بدقماشوں کے سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، پیلسوں، کلبوں اور سرکاری اور ذاتی تاج محلوں کے نقش ونگار میں چنا نہیں جائیگا۔ ملک کے بجٹ کو چاٹنے والی وزیر ومشیر، وزیر اعلیٰ و گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان اور انکی اولادوں پر مشتمل شاہی سرکاری مشینری کے اعلیٰ عہدیداروں، شاہی محلوں، شاہانہ تنخواہوں، انگنت شاہی سہولتوں، شاہی اخراجات اور شاہانہ تصرفانہ زندگی کے رک جانے سے ملک کفالت کی منزل کا سفر بڑی آسانی اور جلدی سے طے کرلے گا۔انکی بددیانتی سے تیار کی ہوئی ملکیتیں بحق سرکار ضبط ہونگی ایک مزدور کی طرح انکا بھی حق ایک جیسا ہوگا۔ ملک کا کاروبار اسی طرح نہیں بلکہ بہترین طریقہ کار سے اپنے سفر کو جاری کرلے گا۔ملت اللہ تعالیٰ اور سلطان عربی ﷺ کی تعلیمات کے مخزن اور خلق عظیم سے استفادہ کرے گی۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جائیگا۔بنی نوع انسان کو راہ ہدایت کی منزل سے آگاہی نصیب ہوگی۔

۵۔ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک تمام سیاسی جماعتیں اور تمام مذہبی سیاسی جماعتیں سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں میں اسلام کے نام پر ووٹ مانگتی اور حاصل کرتی چلی آرہی ہیں ۔کہ وہ ملک میں اسلام نافذ کریں گی۔کبھی کسی جماعت نے یہ بتا کر عوام سے ووٹ حاصل نہیں کیا کہ وہ ملک میں کیمونیزم، سوشلزم، ہندوازم، آمریت یا اسلام کیخلاف کسی اور نظریات کے لئے ووٹ طلب کررہی ہیں ۔اسکے علاوہ نہ کسی جماعت نے کبھی مذہب کے خلاف ووٹ طلب کیا ہے اور نہ ہی کبھی کسی مسلم امہ کے فرد نے دیا ہے۔ ملت کے سولہ کروڑ افراد کو اسلام کے نام پر، اسلام کے نفاذ کیلئے، اسلام کے ضابطہ حیات، اسلام کی طرز حیات، اسلام کی تعلیمات کو رائج کرنے کیلئے ووٹ ان سیاسی لیڈران کو ۱۹۴۷ سے دیتے چلے آرہے ہیں ۔کیونکہ یہ ملک، مسلم امہ نے مذہب کے نام پر حاصل کیا تھا۔جب یہ تمام ملکی سیاسی جماعتیں اور تمام دینی سیاسی جماعتیں مذہب کی بالادستی کیلئے ووٹ حاصل کرکے اسمبلیوں کے پنڈال میں پہنچ جاتی ہیں۔تو انکا رویہ بدل جاتا ہے۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کی تقلید جاری رکھتے ہیں۔تمام سیاسی جماعتیں اور خاص کر دین کے نام پر سیاست کا کھیل کھیلنے والی اسلامی جماعتیں ملت کے ساتھ منافقت، دھوکہ دہی کے جرم کی مرتکب ہوتی چلی آرہی ہیں اور قابل گرفت ہیں۔

۶۔ تمام سیاستدان اور حکمران جمہوریت کے بے دین باطل نظام حکومت کی طرز حیات اور اسکی پیروی میں مستغرق ہوتے جاتے ہیں۔وہ اسکی شاہانہ زندگی، سرکاری بے پناہ سہولتوں، تفاوتی تنخواہوں، اعلیٰ عمدہ سرکاری رہائشوں ہر کاری شاہی گاڑیوں، ٹیلیفونوں اور تصرفانہ زندگی کے لوازمات میں گم ہوجاتے ہیں ۔ملک وملت کے وسائل، دولت اور خزانہ تک رسائی اور انکے سرکاری ایوانوں میں سرکاری شاہی ماحول، شاہانہ تصرف کی آزادی کے نظام کی لذتوں سے ایک جنگل کے وحشی کی طرح پورا پورا فائدہ اٹھائے چلے جاتے ہیں۔انکو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔انکا اسلام کے ساتھ کیا تعلق باقی رہ جاتا ہے۔نہ وہ امین ہیں اور نہ ہی عادل۔وہ تو اینٹی کرسچن جمہوریت کے مادہ پرستی کے نظام کا

ایندھن بن کر رہ جاتے ہیں۔اس طرح یہ **ملک** کے سیاستدان، حکمران **ملک** کے وسائل، دولت اور خزانہ کو نگلتے جاتے ہیں۔انکی تمام ملکیتیں عوام کی وراثت ہیں، انکو واپس لینا، انکی عیاشانہ طبقاتی طرز حیات کو ختم کرنا ایک افضل ترین عبادت اور سولہ کروڑ عوام کا فرض ہے۔ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک ان طبقاتی منافق سیاستدانوں، غاصب حکمرانوں اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے شیدائیوں نے، جمہوریت کا طرز حکومت اور ضابطہ حیات جس کو انگریز نے ایک مفتوحہ **ملک** کی عوام کو قوانین کی ایسی جابرانہ زنجیروں پہنا رکھی تھیں۔کہ جن کو عوام نہ توڑ سکیں نہ بھاگ سکیں۔انکی عدلیہ اور انتظامیہ مغربی جمہوریت کے ضابطوں اور نظام کو اس طرح نافذ العمل کرتی کہ عوام الناس کو اپاہج اور بے بس بنا کر رکھ دیتی۔وقت کی نزاکت اور حالات کے مطابق ایسے قوانین لاگو کرتے کہ سر اٹھانے والے باغیوں کا سر قلم کر دیتے۔انکے خاندانوں کا حشر نشر کر دیتے۔انہوں نے اس ظالمانہ طرز حیات سے ہندوستان پر نوے سال تک حکومت کی۔ہندوستان کو انگریز سونے کی چڑیا کہا کرتے تھے۔ہندوستان کے تمام وسائل، دولت اور ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ برطانیہ پہنچا دیتے۔اب وہ تمام وسائل، دولت اور خزانہ یہ ملی رہزن اسی طرز حکومت اور اسی طریقہ کار سے لوٹتے چلے آرہے ہیں۔انکا تدارک ایک افضل عبادت ہے۔

۸۔ ۱۹۴۷ کی جنگ آزادی کے بعد انگریز نے پاکستان کی حکومت کا نظم و نسق اپنے مقبول و محبوب وفادار جاگیرداروں، سرمایہ داروں کے حوالہ کر دیا۔**ملک** کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے انتظامیہ اور عدلیہ کے تمام ادارے اور انکو چلانے والی تمام سرکاری مشینری کی افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی انکے سپرد کر دی گئی۔اسطرح انہوں نے مفتوحہ **ملک** کا چارج اپنے پروردہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے سپرد کر دیا۔انہوں نے انگریز کی تیار کی ہوئی مغربی جمہوریت کی طرز حکومت کو اسی طرح رائج رکھا۔طبقاتی انگلش میڈیم ادارے، انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی، ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق انتظامیہ اور عدلیہ کا تعلیمی نصاب، سودی معاشیات کی تعلیم، ٹیکس کلچر کا نظام اور تعلیم و تربیت، افسر و ماتحت کا نظام، براہمن و شودر کا نظام، حاکم و محکوم کا نظام اور انکی تعلیم و تربیت، مغربی جمہوریت، اسکے الیکشن، اسکے ممبران، اسکی صوبائی اسمبلیاں، اسکی وفاقی اسمبلی، اسکا سینیٹروں کا سپریم ادارہ، اسی طرح قائم و دائم چلے آرہے ہیں۔اسکے علاوہ مغربی جمہوریت کی سرکاری بالادستی کی تلوار سے انہوں نے مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ، مخلوط اسمبلی کے قانون اور بدترین طبقاتی غاصب معاشی تقسیم کے طریقہ کار کو **ملک** میں نافذ کر کے دین کی روح کو مسخ کر دیا ہے۔مغربی جمہوریت کے ممبران نے مسلم **ملک** اور اس میں بسنے والے سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا نام مسلمان تو قائم رہنے دیا، لیکن بدقسمتی سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کے سیاسی پیغمبران کے تیار کردہ باطل نظریات، باطل معاشی تقسیم، باطل طرز حیات، اسکی باطل تعلیم و تربیت کو **ملک** و ملت پر مسلط کر کے انکا اسلامی تشخص مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔انہوں نے ۶۰ سال سے انگریز کے تیار کردہ مغربی جمہوریت کے نظریات کے آمروں کی گرفت میں ہے، ان آمروں نے مسلم امہ کے سولہ کروڑ فرزندان کو محکومیت کی سزا میں مبتلا کر رکھا ہے۔اس باطل معاشی اور معاشرتی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے المیہ نے ملت کے کردار اور تشخص کو تباہ کر دیا ہے۔

۹۔ مسلم امہ کے سولہ کروڑ فرزندان اپنے دین کے مطابق ذکر رب جلیل اور درود حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ اور تلاوت قرآن پاک کی کرتے ہیں۔دل و زبان کو ذکر حمد باری تعالی سے معطر کرتے ہیں۔گھروں اور مساجد میں قرآن پاک کی تعلیمات حاصل کرتے ہیں۔اس

کے برعکس سرکاری طور پر سکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں میں تعلیم وتربیت مغربی جمہوریت کے تعلیمی نصاب ۱۸۵۷ کے ایکٹ کی، عدلیہ کی تعلیم اسکی، انتظامیہ کی تعلیم اسکی، سودی معاشیات کی تعلیم اسکی، مغربی سیاسیات کی تعلیم اسکی مخلوط تعلیمی نظام اسکا، طبقاتی تعلیمی نصاب اسکا، طبقاتی تعلیمی ادارے اسکے، حکومتی سطح پر بالادستی مغربی جمہوریت کے نظام، اسکے سیاستدانوں کی، اس جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والی افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی مغربی جمہوریت کے تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ سکالروں کی۔ ہم کیسے مسلمان ہیں! کہ ہم ذکر تو رب جلیل کا کرتے ہیں اور درود پاک حضور نبی کریم ﷺ پر بھیجتے ہیں۔ ہم مانتے خدا اور پیغمبر خدا ﷺ کو ہیں اور ہم سرکاری طور پر اطاعت و عبادت اینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے پیغمبران کی، انکی تعلیمات کی، انکے قوانین کی اور انکے ضابطہ حیات کی، انکی انتظامیہ کی، انکی عدلیہ کی کرتے ہیں۔ کیا تمام مسلم امہ منافقت کی زندگی کے عذاب میں مبتلا نہیں ہو چکی، کیا ہمارے سیاستدان اور خاص کر ہمارے دینی جماعتوں کے ملی راہنما اس بارے میں کوئی وضاحت پیش کریں گے۔ انکی عاقبت تو ہے ہی ایسی۔ انہوں نے ملت کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے۔

اے اینٹی کرسچن جمہوریت کے پروانو! اے مذہبی جماعتوں کے رہنماؤ! تم تو اپنی بہو، بیٹیوں کو انگلی لگا کر اسمبلیوں میں لے پہنچے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ ایک اسمبلی ممبر کا ملی خزانہ پر کتنا بوجھ پڑتا ہے۔ تم تو ۶۸ مستورات قومی اسمبلی کے ممبران کی فوج اپنے اسمبلی ہال میں لے پہنچے ہو۔ ان میں منسٹریاں بھی بانٹی گئی ہیں۔ ایک منسٹرنی کی تنخواہ، شاہی دفاتر، شاہی سرکاری ریذیڈنٹ، ٹیلیفون، انکے سیکٹریوں اور عملہ کی افواج اور انکے اخراجات اور بے پناہ سرکاری سہولتوں کی تفصیل کون بتائے گا۔ یاد ہے آپکو! کہ یہ ملی خزانہ ایک بیوہ، ایک یتیم، ایک معذور، ایک اپاہج، ایک بوڑھے، ایک بے روزگار، ایک کسان ایک مزدور، ایک محنت کش، ایک ہنرمند اور عوام الناس کی ملکیت ہے۔ کیا وہ **ملک** چلانے کیلئے ہر قسم کا ٹیکس، گھر کا ٹیکس، بجلی کا ٹیکس، پانی کا ٹیکس، گیس کا ٹیکس، دالوں کا ٹیکس، سبزیوں کا ٹیکس، گوشت کا ٹیکس، آٹے کا ٹیکس، کپڑے کا ٹیکس، جوتے کا ٹیکس گھر سے نکلنے کا ٹیکس، سڑک پر چڑھنے کا ٹیکس، کرایوں کا ٹیکس، قدم قدم پر ٹیکس، کروٹ کروٹ پر ٹیکس، ہر چیز پر ٹیکس، ہر وقت ٹیکس، جینے پر ٹیکس، مرنے پر ٹیکس، ان ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ، **ملک** کے تمام وسائل، **ملک** کی تمام دولت سولہ کروڑ مرد و زن کی ملکیت نہیں ہے۔ کیا سیاستدان، حکمران ملت کے مال و دولت، وسائل اور خزانہ کے امین نہیں ہیں۔ کیا ان آمینو! نے انکی حفاظت کی ہے یا انہوں نے طبقاتی زندگی اور تفاوتی معاشی تقسیم کے جرائم مسلط اور جاری کیئے ہوئے ہیں۔ کیا ملت نے انکو تصرفانہ اخراجات اور ملی دولت کا بے جا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ کیا ملت نے انکو انکی براہمانہ زندگی اور ملت کی شودرانہ زندگی کے طریقہ کار کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا ملت نے انکو ملی مال و دولت، وسائل اور خزانہ کو شاہی محلوں، شاہی پیلسوں، شاہی رہائشوں، شاہی ہوٹلو ں، رائیونڈ ہاوسوں، سرے محلوں میں چنوانے اور خاک میں ملانے کے کلچر سے لوٹ مار مچانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا ملکی زرمبادلہ جو کسی **ملک** یا ملت کی معاشیات کی جان ہوتی ہے، کیا ملت نے انکو سرکاری اور نجی شاہی گاڑیوں کی خریداری پر ہر سال اربوں، کھربوں اور اسی طرح اربوں، کھربوں کا پٹرول، ڈیزل جلا کر ملی خزانہ کو آگ لگانے کی اجازت دے رکھی ہے، کیا ملت انکو پوچھنے کا اختیار نہیں رکھتی کہ انہوں نے لوکل گاڑیوں کو چلا کر **ملک** و ملت کا آمدورفت کا مسئلہ حل کیوں نہیں کیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ **ملک** کے ان چند جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں، حکمرانوں اور ان سے منسلک چند عیاشوں فوج کے ایک جرنیل کی گن پوائنٹ پر ملکی مال و

دولت، وسائل اور خزانہ اینٹ گارے کی چنوائی، اور قیمتی گاڑیوں کے لوہے کو مائی بنانے اور تیل کو جلا کر خاکستر کرنے کا گھناؤنا عمل جاری نہیں کر رکھا۔ یہ تو بتاؤ! اقتدار پر مسلط غاصبوں اور انکی شاہی مشینری سے ان امانتوں کو کس نے بچانا ہے۔ ہمارے دینی رہنماؤ! تم تو دین اور دنیا کے رہزن ہی نکلے ہو۔ یہ دینی رہنما، قافلہ نمرود، فرعون اور یزید کے حکومتی پیروکاروں میں شامل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے تو خدا اور رسول ﷺ کے نظام شریعت کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے انہوں سیاستدانوں کیساتھ مل کر اسکو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے تو بیعت مغربی جمہوریت کے یزیدی ضابطہ حیات کی کر رکھی ہے اور اسکی حکمرانی میں شامل ہو کر حکومتوں کے مزے لوٹنے میں شامل ہو چکے ہیں۔ یاد رکھو! تم سخت غلطی پر ہو۔ دین کی خاطر، دین کی بالادستی کی خاطر مغربی جمہوریت کی حکومت کو خیر باد کہہ دو۔ الیکشن کا بائی کاٹ کر دو، آپکی شمولیت کے بغیر جمہوریت کا باطل نظام ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ دین نافذ ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ ذرا غور تو کرو! کیا تم ہی دین محمدی ﷺ کے نظام کے نفاذ میں پہلی اور آخری روکاوٹ تو نہیں ہو! ملت کے مال و دولت، وسائل، خزانہ اور دین کے امین ملت کے دین و دولت کے رہزن بن چکے ہیں۔ ملت غربت، تنگدستی، بیروزگاری، افلاس کی پریشانیوں اور ضروریات حیات کے حصول کی اذیتوں میں مبتلا خودکشیاں، خودسوزیاں کرتی پھرے اور یہ غاصب طبقہ انکی امانتوں سے عیاشیاں کرتا پھرے۔ یہ تو دین کا سبق نہیں ہے۔ اے مغربی جمہوریت کے پروانوں تمہیں کیسے سمجھایا جائے کہ بھٹے میں اینٹ تیار کرنے والا مزدور، کارخانوں میں لوہا تیار کرنے والا مزدور، سیمنٹ تیار کرنے والا مزدور، تمہارے کارخانوں، ملوں فیکٹریوں، شاہی محلوں، رائیونڈ ہاؤسز، سرے محلوں کی تعمیر کرنے والے مزدور، محنت کش، ہنر مند۔ یہ تمام مال و دولت، وسائل، خزانہ مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی ملکیت ہیں۔ تم نے تو ملت سے قومی زبان اردو چھین رکھی ہے۔ ان حکمرانوں نے مغربی جمہوریت اور اسکی مغربی انگریزی زبان کی حاکمیت ملک و ملت پر مسلط اور سرکاری بالادستی نافذ العمل کر رکھی ہے۔ ملک میں انگریز کی مفتوحہ قوم پر انگریزی زبان اور محکوم قوم پر جمہوریت کا نظام اور اس نظام حکومت کو چلانے والے انکے پروردہ جاگیردار اور سرمایہ دار حکمران جوں کے توں مسلط ہیں۔ انہوں نے سولہ کروڑ اہل وطن انسانوں کو انکی سماعت، بینائی، گویائی جیسی فطرتی قوتوں کو اور ذہنی طور پر مفلوج بنا رکھا ہے، کتنے بدنصیب رہزن حکمران ہیں، وہ یہ تو بتائیں! کہ ستر فیصد دیہاتوں میں کتنے انگلش میڈیم تعلیمی ادارے، سکول، کالجز، اور یونیورسٹیاں ہیں۔ کیا شہروں میں انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں اور ہنرمندوں کی اولادیں ایچی سن جیسے سکولوں، کالجوں کی فیسیں ادا کرنے کے قابل ہیں۔ کیا ان طبقاتی اداروں سے جرنیل، سرکاری سیاسی عہدیدار، ایم پی اے، ایم این اے، سینٹرز، وزیر و مشیر، سفیر، افسر، وزیراعلیٰ گورنر، وزیراعظم اور صدر پاکستان، نوکر شاہی، منصف شاہی کے طبقاتی اعلیٰ نسل کے ارکان، حکمران، بادشاہ اور عام معاشرے کے ہر شعبہ حیات کو کنٹرول کرنے کیلئے تیار ہوتے چلے نہیں آرہے۔ یہ کن کی اولادیں ہیں۔ بتا سکیں گے! شرم کرو، عدل کش بدبختو! خدا کے عذاب سے بچ جاؤ۔ دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کا نفاذ از بس ضروری ہے۔

۱۰۔ ملک کے نشر و اشاعت کے تمام ادارے ٹی وی ریڈیو، رسائل، اخبارات میں ان تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف ایک دوسرے کی بدکرداری کی تشہیر، کروڑوں کے غبن، اسمبلی اور سینیٹ کے ایوانوں میں ایک دوسرے کے خلاف حقائق پر مبنی جرموں کی بوچھاڑ ممبران کی آپس میں ہاتھاپائی، اسمبلیوں میں ایک دوسرے کو قتل کی دھمکیاں ہنت نئے سیاست دانوں کے

بیرون ملک ڈالروں کے اکاؤنٹس کے انکشافات، زمین مافیہ کی گھناؤنی داستانیں، جگے ٹیکسوں کے کلچر اور قتل وغارت کی وارداتیں، پولیس مقابلے، ملک میں انارکی کی فضا، پٹرول اور گندم کی قیمتوں میں اضافوں کی خبریں، ہر روز منی بجٹوں کی اور ٹیکسوں کی بھرمار، عوام کے پیٹ بھرنے اور تن ڈھانپنے کے اپنے اپنے مسائل اور لامتناہی گھناؤنے حالات وواقعات کی عبرت ناک وارداتیں اور داستانیں۔حکومت وقت کو بدلنے کے لئے سیاسی جماعتوں کے اتحاد۔وزارتوں میں شمولیت کے خواب، وزارتوں اور جماعتوں کی خرید وفروخت۔سیاست دانوں نے ملک میں (Hurly Burly Affairs) پیدا کر کے سولہ کروڑ عوام کو ہپناٹائز کر رکھا ہے۔ان سیاہ کاریوں کے کالے جادو نے ملت کے جسد کو مفلوج اور ناکارہ بنا کر رکھ دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کے اس طلسم کو توڑنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔اس اینٹی کرسچن جمہوری نظام اور سسٹم کے خلاف اسکے سیاستدانوں اور فوجی جرنیل کے خلاف ملت کے دلوں میں نفرت، حقارت، اور بیزاری کی آندھی اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔اسلامائیزیشن کا جذبہ اور ولولہ ملت میں بیدار ہو چکا ہے۔اور شدت کے ساتھ پروان چڑھنے کے لئے اپنی منزل کیطرف رواں دواں ہے۔سیاسی رہنما، مذہبی رہنما اور یہ ملے جلے حکمران وقت کے فیصلے کو پڑھ لیں۔جلد از جلد دستور مقدس کو ملک میں رائج کر کے ملت کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کی پاسداری کریں۔ورنہ سولہ کروڑ عوام کے ساتھ ان کی طویل بدعہدی، بدکرداری تاریخ کے سیاہ اوراق کا حصہ بنتی چلی جا رہی ہے مسلم امہ اس بدبخت ٹولہ کی عاقبت دیکھنے کیلئے منتظر کھڑی ہے۔کب تک سیاستدان اقتدار کے جھمیلوں میں الجھتے اور حکمران ملی خزانہ کی امانتوں کو نگلتے اور جرائم پر مشتمل مغربی جمہوریت کے اقتدار کے حصول کی موت مرتے رہیں گے۔انکے لئے اناللہ وانا علیہ راجعون پڑھ دیا گیا ہے۔دین کے نفاذ اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔

پاکستان میں نہ وسائل کی کمی ہے نہ دولت کی۔نہ زمین کی کمی ہے اور نہ ہی پیداوار کی، نہ کسانوں کی کمی ہے اور نہ ہی محنت کشوں کی۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے معاشی نظام کے ذریعہ کسانوں، محنت کشوں اور عوام الناس سے انکے وسائل، پیداوار، دولت اور خام مال اور انکی محنت ومشقت سے کمائی ہوئی دولت کو ٹیکس کلچر، زکوٰۃ اور عشر کے ذریعہ چھین کر خزانہ بھر لیا جاتا ہے۔حکومتیں بناتے وقت کروڑوں کی رشوتیں، وزارتوں کی رشوتیں، لینا دینا انکا روزمرہ کا شغل بن چکا ہے۔کیا یہ تمام خام مال، وسائل، دولت اور ٹیکس کلچر سے اکٹھا کیا ہوا ملکی خزانہ سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کی ملکیت نہیں ہے۔کیا ہر فرد اس ملکیت میں برابر کا حصہ دار نہیں ہے۔کیا ان ذرائع، وسائل، دولت اور خزانہ کا استعمال عادلانہ طریقہ سے کیا جاتا ہے۔کیا یہ ملی خزانہ، یہ ملی دولت، یہ ملی وسائل، یہ ملی امانتیں، یہ ٹیکس کلچر سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ، امین یا بد دیانت ہاتھوں کے کنٹرول میں ہے۔یہ خزانہ کیسے استعمال میں لایا جاتا ہے۔اس کا طریقہ کار کیا ہے۔اس پر اجارہ داری کن کی ہے۔کیا ان امانتوں کا استعمال ملت کی فلاح وبہبود اور ملک کی ترقی کے لئے کیا جاتا ہے یا ذاتی تصرفانہ تعیش کی زندگی گذارنے ملوں فیکٹریوں، کارخانوں، تجارتوں اور کاروباروں کو بنانے، چلانے اور ترقی دینے کیلئے۔کیا ان امانتوں کے امین ان کی حفاظت کرتے ہیں یا اقتدار کے حصول کی خاطر یا حکومتیں بنانے کیلئے ممبران کو خریدنے پر خرچ کرتے ہیں۔کیا اقتدار حاصل کرنے اور حکومتیں قائم کرنے کے بعد اس خزانہ کو اپنی ملکیتوں میں بدلتے رہتے ہیں یا ملک وملت کے فلاحی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔

کیا مزدور، محنت کش، ہنرمند بھٹوں پر اینٹیں تیار نہیں کرتے، سیمنٹ فیکٹریوں میں سیمنٹ یہی لوگ تیار نہیں کرتے، کیا ملک کی تمام

فیکٹریاں، ملیں، کارخانوں کی تعمیر یہی محنت کش نہیں کرتے۔ کیا انکی تمام مشینری یہی ہنر مند تیار نہیں کرتے اور انسٹال بھی یہی نہیں کرتے۔ کیا ملک کے عظیم کسان، انمول ہنر مند، لاجواب مزدور اور باہمت محنت کش حسب ضرورت زیادہ سے زیادہ پیداوار اور سٹاک مہیا نہیں کرتے چلے آرہے۔ کیا ملک کی ہر قسم کی ضروریات یہی محنت کش مہیا نہیں کرتے۔ کیا ملک کا تمام زرمبادلہ انکی محنت کا ثمر نہیں ہوتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور تمام تجارتی ادارے بناتے اور چلاتے تو یہی لوگ ہیں۔ لیکن یہ تمام ملکیتیں ان آمروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں، حکمرانوں کی کیسے بن گئیں ہیں۔ نہ یہ کسان ہیں۔ نہ یہ مزدور ہیں، نہ ہی محنت کش، نہ یہ ہنر مند ہیں اور نہ ہی اس فن سے آشنا۔ انکے اربوں ڈالر سوئس بنکوں میں کیسے جمع ہوئے، یہ مغربی جمہوریت کے غاصب نظام اور سسٹم کی پیداوار ہیں۔ جنہوں نے ملک میں امانت و دیانت کا قتال کر رکھا ہے۔ اعتدال و مساوات کو کچل رکھا ہے۔ عدل و انصاف کو مسخ کر رکھا ہے۔ بے حیائی، بدکاری، رشوت، کمیشن، ڈاکے، سمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ، نارکاٹیکس اور ہر جائز و ناجائز کو جائز کر رکھا ہے۔ منافع خوری اور چور بازاری کو ذریعہ آمدن بنا رکھا ہے۔ اقتدار کی نوک پر کارخانوں اور کاروباروں کے لائسنس، امپورٹ اور ایکسپورٹ کے لائسنس، ملکی خزانہ سے قرضہ جات، اعلیٰ سرکاری سٹیٹس سے رشوت کمیشن اور ہر قسم کے جرائم سے انہوں نے دولت، شہرت، اقتدار اور حکومتیں حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔

حکومتیں قائم کرتے وقت ممبروں کی بولیاں لگتی ہیں۔ زکوٰۃ کے فنڈ تک یہ ہضم کرتے جارہے ہیں۔ یہ اسمبلیوں کے ممبر ہوں یا مشیر، وزیر ہوں یا سفیر، وزیراعلیٰ ہوں یا گورنر، وزیراعظم ہوں یا صدر مملکت۔ یہ تمام نظام، یہ تمام سسٹم، یہ تمام ضابطہ حیات، یہ تمام طرز حیات باطل اور یہ تمام حاکم وقت اور انکے اعلیٰ ملکی عہدیداران غاصب، معاشی اور معاشرتی قاتل ہیں۔ سیاستدان اور حکمران اور انکی اعلیٰ مشینری کس طرح خزانہ استعمال کرتی ہے۔ انکے سرکاری تاج محل، انکے شاہی اخراجات، انکے پروٹوکول کے اخراجات جمہوریت کے نظام کے یہ سب جرائم ہیں۔ جنکو صرف وقت کا ایک دین محمدی ﷺ کا عادل ایک ضرب سے اس اینٹی کرپشن جمہوریت کے غاصب نظام حکومت کو پاش پاش سکتا ہے۔ یہ ملک سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا ہے۔ یہ تمام ملکیتیں ان سب کی ہیں۔ یہ ملکیتیں انکو، انکے وارثوں کو واپس لوٹانی ہونگی۔

شورائی نظام کی ایک ہی جماعت ہوگی۔ خیر کی داعی ہوگی اور شر کا خاتمہ کرنے کی پابند ہوگی۔ ملت کی وحدت قائم ہوگی۔ یتیموں، بیواؤں، اپاہجوں، مسکینوں، بوڑھوں اور حاجت مندوں کی ذمہ داری حکومتی سطح پر ادا کرنے کی پابند ہوگی۔ بے روزگاروں کو تحفظ فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ ملک کا نظم و نسق، امین اور اہلیت کے وارثوں کو سونپنا ہوگا۔

ایٹمی دھماکہ کرنا ملک کیلئے ایک مشکل کام بن گیا تھا۔ ہندوستان کے ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد پاکستان کا دھماکہ نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اگر پاکستان ایٹمی دھماکہ نہ کرتا تو اس خطہ میں جنگی طاقت کا توازن بگڑ جاتا اور پاکستان کی بقا مخدوش ہو جاتی۔ ان وجوہات کی بنا پر پاکستان کا ہر فرد، تمام افواج کے سربراہان، ملک کے تمام اہل قلم، اخبار نویس، کالم نویس، اہل شعور، اہل دل، اہل درد، عالم دین، اہل بصیرت یعنی ہر طبقہ خیال نے حکومت وقت کو مجبور ہی نہیں کیا۔ بلکہ اسکا دائرہ اس قدر تنگ کر دیا گیا تھا۔ کہ اس کے پاس ایٹمی دھماکہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ حکمرانوں کے پاس صرف دو راستے تھے۔ یا تو یہ حکومت سے فارغ ہو جاتے۔ یا دھماکہ کرتے۔ یہی فیصلے کا وقت تھا۔ جہاں عروج اور زوال کے نقطہ نے آغاز اور انجام کی منزل کا رخ اختیار کرنا تھا۔ یہ سہرا قدرت نے اس وقت کی قیادت کو عطا کرنا تھا

کر دیا۔ یہ حقائق آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہونے چاہیئں۔ کہ اس ایٹمی دھماکہ کو ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو ہمارے سائنس دانوں نے کر دکھایا۔ اہل وطن ان تمام سائنس دانوں اور ان تمام ورکروں کو جنہوں نے ملک کے ڈیفنس میں قابل قدر فرائض سر انجام دیئے۔ اور اس عمل کی طرف بھرپور توجہ دی۔ مبارک باد، صد بار مبارک باد، پیش کرتے ہیں۔

لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنا چاہیئے کہ جب ملت خواب غفلت میں سو رہی تھی۔ پاکستان کی ایٹمی طاقت کا یہ خالق اور عظیم سپوت ریگزار حیات میں تن تنہا چپکے چپکے ایٹمی صلاحیتوں کے علم کو مغرب کی لیبارٹریوں اور تجربہ گاہوں میں اس علم کے بنیادی اصولوں کے حصول کے لئے کوشاں رہا۔ تمام کلیے اپنے ذہن کے کمپیوٹر میں اکھٹے کئے اور اس علم سے آراستہ ہوا۔ یہاں تک اس عظیم جوہری صلاحیت پر مکمل عبور اور یقین حاصل کرلیا۔ تو پھر اس نے ملک کے وقت کے حاکموں کے نام ایک موثر اور مدلل چھٹی تحریر کی۔ جس میں اس نے اس شاہکار ایٹمی طاقت کی تکمیل کے لئے حکومت وقت سے معاونت کی اپیل کی۔ اور اس کی اہمیت اور طاقت سے پوری طرح روشناس کرایا۔ مغرب کی طرف سے ہر قسم کی مادی سہولت کو ٹھکرا دیا۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اپنے ملک میں واپس لوٹا۔ یہ ایک درویش منش فقیر، اہل دل، اہل درد، اور پاکستان کے عظیم فرزند کی یہ ایک دعا، ندا، اور صدا تھی۔ یہ ایک خاموش، دل سوز کے حامل، غور و فکر کے باعمل مسلمان کی آہ اور تڑپ تھی۔ جو آسمان کی طرف اٹھی اور چیرتی ہوئی بارگاہ الٰہی میں ایسی ملتجی ہوئی۔ جہاں سے اسباب و وسائل، ہمت، کوشش، کاوش، شجاعت اور استقامت کے خزانوں کی منظوری لے آئی۔ یہ تھے جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب جن کو رب العزت نے ان کے نام کی تمام صفات اور قدرتیں عطا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عطا کردہ توفیق میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین۔ گویہ ایک نامور عظیم شخصیت دشمنوں کیلئے ایک ناقابل برداشت ہستی بن گئی۔ لیکن مسلمانوں میں اس سائنسی فن کے امام نے اپنے احباب سے مل کر اپنی ذمہ داری، ایمانداری، نیک نیتی، محبت، ادب، اور عبادت سمجھ کر بڑے ذوق و شوق سے سر انجام دی ہے۔ اس ملت کے عظیم فرزند نے اہل پاکستان اور ملت اسلامیہ کو اقوام عالم کی ایٹمی طاقتوں کی لسٹ میں لا کھڑا کیا ہے۔ اے قدیر تیری عظمت کو سلام ہو تو نے پاکستان کے مسلم امہ کے سولہ کروڑ فرزندان کو دشمن کی زد سے بچالیا۔ اللہ تعالیٰ اس وطن اور اس کے اس عظیم سپوت پر اپنی عنایات میں اضافہ فرمائے۔ آمین لیکن مغربی طاقتوں کے کہنے پر ہم اس عظیم سپوت کیساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ ہمارے بزدل سیاستدانوں اور حکمرانوں کا نہیں پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کے فرزندان کا فرض ہے کہ وہ اسکا سختی سے نوٹس لیں اور جناب عبدالقدیر صاحب کی قید تنہائی فوری طور پر ختم کروائیں۔ انکی ضعیف العمری اور گرتی ہوئی صحت کا تقاضہ اور تحفظ پورا کریں۔ ملت کبھی احسان فراموش اور ضمیر فروش نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ملت کو اسکی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

اب اس کار خیر میں ملک کے نامور دوسرے سائنسدانوں کا ایک ہجوم اور بے بہا قیمتی اثاثہ ہماری دفاعی پوزیشن کو نئی ایجادات سے روشناس کروا کر ملک کو دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی لسٹ میں شمولیت کا اعزاز بخشتا ہے۔ انکی تخلیقی قوتوں نے اب غوری اور شاہین جیسے میزائل تیار کر لئے ہیں۔ ملک کی دفاعی پوزیشن کو بہتر سے بہتر بناتے چلے آرہے ہیں۔ ان ہتھیاروں کا پاس ہونا ایک ملک کی بنیادی اہم ضرورت ہے۔ ملک کی سائنسی اکیڈمی سے جتنے بھی عظیم سپوت اب ابھریں گے۔ ان کا کریڈٹ جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کو ہی جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس ادارے کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سائنسدانوں اور ورکروں کو ہر آزمائش پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یاد رکھو! مسلمان جنگ میں پہل نہیں کرتا۔ وہ مخلوق خدا یعنی فطرت کے شاہکار (انسان) کی عزت واحترام، ادب ومحبت سے ہی صرف پیش نہیں آتا۔ بلکہ ہر ذی جان کی تکلیف، دکھ، درد، پریشانی، بیماری، اذیت اور ناگہانی آفات یا مصیبت میں مبتلا کی تیمارداری اور مرہم پٹی کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ وہ رنگ ونسل اور عقیدوں سے بے نیاز ہو کر اور ابر رحمت بن کر رحمۃ العلمین ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں بڑے احسن طریقہ سے اپنے فرائض خدمت وادب کو عبادت کا حصہ سمجھ کر سرانجام دیتا ہے۔

لیکن یہ بات کھل کر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک مسلم امہ کے فرزندان کو اسلامی ماحول، دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، کردار سازی، اس کے آداب زندگی، اسکے خدوخال کو شریعت محمدی ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تعلیمات کی روشنی کے سانچے میں نہیں ڈھالا جاتا۔ بدقسمتی سے پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کے پندرہ کروڑ فرزندان کا ملی تشخص، اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین نظام سے تیار کیا گیا ہے۔ اس سے جو سماج تیار ہوا ہے اس سے اٹھنے والی بدکرداری کی آندھی، ظلم وستم کی فضا، قتل وغارت کا طوفان، چند سیاسی دہشت گردوں کا معاشی اور معاشرتی تشدد، اسمبلی ممبران کی خرید وفرخت، رشوت وکمیشن، لوٹ کھسوٹ کا شور وغل، عدل کشی کی چیخوں کا گھناؤنا شور، یہ خوفناک طوفان ملک وملت کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ پوری ملت اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم سے تنگ اور عاجز آ چکی ہے۔ سیاستدانوں، حکمرانوں پر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ کی امت سے پاکستان میں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کا وعدہ جسکی بنیاد پر پاکستان ۱۹۴۷ میں وجود میں آیا تھا اسکو پورا کرنے کا وقت انکے سر پر آن پہنچا ہے۔ کب تک پاکستان کے صاحب اقتدار مسلم امہ کے سولہ کروڑ فرزندان کو اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی آخر الزماں ﷺ کی گستاخی، بے ادبی اور انکی رسوائی کا باعث بناتے رہیں گے۔

سربراہ حکومت کو فوری طور پر ایک ایسی کانفرنس کو بلانا ہوگا، جس میں تینوں افواج کے دین پرست افراد، سپریم کورٹ، ہائی کورٹس کے جج، سینیٹ اور دینی قیادت کے ممبران اس کے علاوہ دوسرے رفقاء، اہل قلم، اہل دل، اہل محبت، اور اہل درد لکھاریوں، دانش مندوں کی اجتماعی میٹنگ کال کریں۔ اور سولہ کروڑ عوام سے ۱۹۴۷ میں جو وعدہ کیا تھا، ان سب کو یاد کرائیں۔ اور اس وعدہ کو پورا کر کے ملت کو اس جہالت اور ظلم کی اندھیر نگری سے انکی جان چھڑائیں۔ ملکی ملی ذمہ داری سے فرار کا راستہ تلاش نہ کریں، مزید وقت ضائع نہ کریں، اپنی قسمت کے سنہری الفاظ لکھنے میں دیر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ دور حاضر کے دینی نمائندوں کو فیصلے کا یہ مبارک لمحہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اگر کوئی ایسی مشکل سیاستدان یا کوئی اور طبقہ پیدا کریں۔ تو یہ مسئلہ پاکستان کی عوام کے سپرد کر دیں۔ اسلامائزیشن کے مسئلہ پر ریفرنڈم کروالیں۔ اور اس وعدہ اور کار خیر کو ایک سچے مسلمان کی طرح نبھائیں۔ وعدہ جلد از جلد پورا کریں، ایسا نہ ہو کہ اقتدار یا زندگی کا سانس اپنے انجام سے ہمکنار ہو جائے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ تمام فتوحات اور کامیابیاں دھری کی دھری رہ جائیں۔ اپنے حال کو کلمہ شریف پڑھالیں۔ ماضی خود بخود مومن ہو جائے گا اور مستقبل روشن و درخشاں۔ اللہ تعالیٰ آپکو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ امین

عنایت اللہ

OQASA